یمن، عراق اور شام کے حالات مزید خطرناک موڑ اختیار کرتے جارہے ہیں

ڈاکٹر محمد عبدالرشید جنید

یمن کی جنگ ابھی کب تک جاری رہے گی اس سلسلہ میں کچھ کہا نہیں جاسکتا لیکن حالات ہر روز سنگین صورت اختیار کرتے جارہے ہیں، پاکستان جو سعودی عرب کے ساتھ دوستانہ تعلقات پر فخر محسوس کرتا تھا لیکن پاکستانی پارلیمان نے جس طرح یمن کی جنگ سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہوئے غیر جانبدار رہنے کو ترجیح دی اور سعودی عرب نے پاکستانی برّی بحری اور فضائی مدد مانگی تھی اسے بڑے ہی سلیقہ سے ٹھکرادیا۔ مصلحت پسندی کہیے یا دوراندیشی پاکستان وقتی طور پر فوجی اتحاد کا ساتھ نہ دے کر ایران کو خوش کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ سعودی عرب کا کہنا ہے کہ پاکستان کی جانب سے اس کے فوجی اتحاد کا حصہ نہ بننے کے فیصلے کے باوجود حوثی باغیوں کے خلاف یمن میں جاری مہم کا دائرہ کار محدود نہیں ہوگا۔

سعودی قیادت میں اتحادی فضائیہ کی جانب سے بمباری کا سلسلہ جاری ہے تو دوسری جانب حوثیوں کی جانب سے ایرانی امداد کے ذریعہ حملے کئے جارہے ہیں، حوثی باغی بھاری ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے گھروں پر حملے کررہے ہیں۔ اس طرح یمن کے عام شہری اتحادی فضائیہ اور حوثی باغیوں کے درمیان ہونے والی جنگ کا شکار ہورہے ہیں۔ یمن کے متاثرہ عوام کا کہنا ہے کہ یہ جنگ نہیں قربانی ہے جس میں ہر روز پانی، غذا، دوا وغیرہ کا ملنا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ بعض علاقوں میں امداد پہنچی ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ حوثیوں کی جانب سے ہونے والے حملوں اور سعودی اتحاد کی جانب فضائیہ حملوں میں لوگ زخمی اور ہلاک ہورہے ہیں، ان زخمیوں کے علاج و معالجہ کے لئے بھی دشواری پیش آرہی ہے کیونکہ بعض ڈاکٹرز اور نرسیں اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے باہر نکلنے سے خوفزدہ ہیں۔ سعودی عرب کی قیادت میں اتحاد نے انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس (آئی سی آر سی) کے طبّی سپلائی اور عملہ لے جانے والے جہازوں کو جنگ زدہ علاوہ میں امداد فراہم کرنے کیلئے اترنے کی اجازت دی ہے۔ آئی سی آر سی کی ترجمان کے مطابق عدن میں صورتحال تباہ کن ہے، انکا کہنا ہے کہ عدن میں ہر گلی ہر کونے میں جنگ ہورہی ہے اور بہت سے شہری بھاگ کر کہیں جا بھی نہیں سکتے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق گذشتہ دو ہفتوں میں یمن میں جاری لڑائی میں کم سے کم ساڑھے پانچ سو افراد ہلاک اور دو ہزار کے قریب زخمی ہوچکے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں 74 بچے شامل ہیں جبکہ ایک لاکھ سے زائد افراد نقل مکانی کرچکے ہیں۔ یمن کے

صدر عبدر بہ منصور ہادی جوان دنوں حوثیوں کی بغاوت اور عدن پر قبضہ کی وجہ سے سعودی عرب فرار ہو چکے ہیں اور ان ہی کی درخواست پر سعودی عرب اور دیگر اتحادی ممالک ملکر حوثی باغیوں کی بغاوت کو کچلنے اور ان کی جانب سے قبضہ کئے گئے شہروں کو آزاد کرانے کیلئے فضائی حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق حوثی قبائل جو شیعہ عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں انہیں ایران کی فوجی حمایت حاصل ہے جبکہ ایران اس کی ابتداء ہی سے تردید کرتا رہا ہے۔ حوثی باغیوں کو سابق صدر علی عبداللہ صالح کی وفادار فوج حمایت کر رہی ہے اس طرح حوثی باغیوں کو ایک طرف ایران کی فوجی امداد حاصل ہے تو دوسری جانب سابق صدر کی وفادار فوج کی حمایت حاصل ہونے کی وجہ سے انکے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں، حوثی باغیوں کا کہنا ہے کہ انکا مقصد حکومت کو تبدیل کرنا ہے اور وہ اس پر بد عنوانی کا الزام لگاتے رہے ہیں۔ سعودی اتحاد اور حوثی قبائل جنہیں ایران کی فوجی امداد حاصل ہے کے درمیان یہ جنگ خطے کے حالات کو مزید بگاڑ سکتی ہے اور یہ مستقبل میں شیعہ ، سنی مسالک کے درمیان جنگ میں بدل سکتی ہے۔ گذشتہ دنوں سعودی عرب کے شہر قطیف میں تین پولیس عہدیداروں کو دہشت گردوں نے ہلاک کر دیا، قطیف شہر میں شیعہ آبادی اکثریت میں ہے اور اس سے پہلے بھی یہاں پر حالات خراب ہو چکے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق سعودی حکومت سعودی اور یمن کے سرحدی علاقوں میں واقع تقریباً سو بستیوں کو ختم کرنا چاہ رہی ہے تاکہ ان علاقوں میں کسی قسم کی دہشت گردی نہ ہونے پائے۔ اس سلسلہ میں سعودی عرب کے اس سرحدی علاقے کے اسکولوں کو چند دن کے لئے تعطیلات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ سعودی حکومت کسی بھی صورت میں مملکت میں کسی قسم کی دہشت گردی کو پنپنے نہیں دینا چاہتی اور ملک کے کسی بھی علاقے میں شدت پسندی یا حکومت کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کو روکنے کے لئے سخت احکامات نافذ کر دیے ہیں۔ یمن کے حالات اسی وقت بہتر ہو سکتے ہیں جبکہ حوثی قبائل ، باغیانہ سرگرمیوں کو ختم کرتے ہوئے حکومت کے سامنے ہتھیار ڈال دیں ورنہ یہ جنگ خطے کے لئے کافی مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔ امریکی نائب وزیر خارجہ اینٹونی بلنکن کے مطابق ''امریکہ نے سعودی عرب کی سربراہی میں یمن کے حوثی باغیوں کے خلاف برسرِ پیکار اتحاد کے لئے اسلحہ کی فراہمی کا عمل تیز کر دیا ہے۔ امریکہ کے اس اقدام کا مقصد سعودی عرب کے اس پیغام کی حمایت کرنا ہے جس کے مطابق سعودی عرب حوثی باغیوں کو باور کروایا ہے کہ یمن کو طاقت کے زور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔''

اسلام آباد ہائیکورٹ کا حکم ۰۰۰ پاکستانی حکومت کے لئے ایک بڑا چیالنج

پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کی ہائیکورٹ نے امریکہ کی جانب سے پاکستان کے قبائیلی علاقوں میں امریکی ڈرون حملوں میں ہلاکتوں سے متعلق ایک درخواست کی سماعت کے دوران اسلام آباد پولیس سربراہ کو ایک ایسا حکم دیا ہے جس سے پاکستانی حکومت اور امریکی حکومت کے درمیان سفارتی تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں۔ ہائیکورٹ نے پولیس سربراہ کو حکم دیا ہے کہ وہ امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے پاکستان میں سربراہ کے خلاف مقدمہ درج کر کے رپورٹ عدالت میں پیش کریں۔ عدالت نے اسلام آباد

پولیس کے سربراہ طاہر عالم سے استفسار کیا کہ سی آئی اے کے کنٹری ڈائریکٹر کے خلاف مقدمہ درج کرنے سے متعلق عدالتی حکم کو ایک سال ہو گیا ہے لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اسلام آباد پولیس سربراہ کا کہنا تھا کہ اس مقدمہ میں وزارت خارجہ بھی فریق ہے اور ان کے بقول اگر یہ مقدمہ درج ہوا تو پھر پاکستان اور امریکہ کے درمیان سفارتی تعلقات متاثر ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا کہنا ہے کہ عدالت آئین اور قانون کے مطابق چلتی ہیں اور اگر کہیں پر کوئی غیر قانونی کام ہوا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کرنا عدالت کا کام ہے۔ عدالت کے مطابق اگر مقدمہ درج نہیں کیا گیا تو عدالتی احکامات پر عمل درآمد نہ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا انتباہ دیا۔ البتہ اس حکم میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ مقدمہ کتنے عرصے میں درج کر کے اس کی رپورٹ عدالت میں پیش کی جائے۔ پاکستان میں شدت پسندوں کو ختم کرنے کے لئے امریکہ نے جو ڈرون حملے کئے ہیں اس میں کئی معصوم شہریوں کی ہلاکت بھی ہوئی ہے اسی لئے اسلام آباد ہائیکورٹ نے پاکستان میں سی آئی اے کے پاکستانی سربراہ پر مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا ہے۔ پاکستان میں مقدمہ درج کر کے رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو یہ اہم بات ہو گی کیونکہ ماضی میں امریکہ نے جو ڈرون حملے کئے ہیں اس کا علم پاکستانی حکومت اور فوج کو تھا۔ امریکہ، پاکستان میں دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے لاکھوں امریکی ڈالر امداد کے طور پر دیتا ہے، اس امداد کے حاصل کرنے کے بعد پاکستانی حکومت یا پاکستان فوج امریکی کارروائی کے خلاف جو بھی کہے گی وہ صرف عوام کو دکھانے کے لئے ہو گا اصل میں پاکستانی حکومت اور فوج اندرونی طور پر امریکی حملوں کی تائید و حمایت کرتی ہے کیونکہ پاکستان دہشت گردانہ سرگرمیوں سے آزاد ہو۔ یہ اور بات ہے کہ ان حملوں میں عام شہریوں کی ہلاکت ہوتی رہی ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ اسلام آباد پولیس سربراہ عدالتی حکم پر عمل کرتے ہیں یا انکے خلاف عدالتی کارروائی کے لئے تیار رہتے ہیں •••

عراق کتنے حصوں میں بٹ چکا ہے؟

عراقی حکومت کے مطابق فوج نے شمال مغربی شہر تکریت میں ایک ماہ کے محاصرے کے بعد شدت پسند تنظیم دولت اسلامیہ عراق وشام (داعش) کو شکست دے دی ہے۔ عراق کے اس شہر پر عراقی فوج کا دوبارہ قبضہ ہونے کے بعد ان کے حوصلے بلند ہوئے ہیں اور وہ اب ملک کے دوسرے بڑے شہر موصل سے داعش کو نکالنے کی تیاری میں دکھائی دیتی ہے۔ تکریت کی جنگ میں تقریباً 3000 عراقی فوجی اور ایران کی حمایت یافتہ شیعہ ملیشیا کے بیس ہزار اہلکار شامل تھے۔ امریکی قیادت میں بین الاقوامی اتحاد نے داعش کے خلاف فضائی آپریشن جاری رکھا ہوا ہے جو طویل عرصہ تک جاری رہنے کا امکان ہے۔ عراقی فوج کا قبضہ ہونے کے بعد تکریت میں تقریباً 1700 افراد کی اجتماعی قبریں ملنے کی رپورٹ ہے جن کے بارے میں شبہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ یہ ان عراقی فوجیوں کی قبریں ہیں جنہیں دولت اسلامیہ نے ہلاک کیا تھا۔ یہ قبریں امریکہ کے سابق فوجی ٹھکانے کیمپ اسپائچر کے قریب ملی ہیں۔ داعش سے تکریت کو آزاد کرانے کے بعد عراق کی فورینسک ٹیم نے بارہ قبروں کی کھدائی کے کام کا آغاز کیا ہے۔ داعش جو شام اور عراق کے

سرحدی علاقوں کے علاوہ دیگر قصبوں اور شہروں پر قبضہ کیا ہوا ہے اس نے گذشتہ سال سوشل میڈیا پر مختلف طریقوں سے ہلاک کرنے کی ویڈیوز جاری کی تھیں۔ ہلاک کئے جانے والے عراقی فوجیوں میں اکثریت اہلِ تشیعہ کی بتائی جارہی ہیں۔ عراقی شہر تکریت داعش کے قبضے سے آزاد کرانے میں تعاون کرنے والی شیعہ ملیشیا کو پر تشدد اور لوٹ مار کے واقعات انجام دینے کے باعث تکریت سے بلالیا گیا ہے۔ عراقی عوام کا کہنا ہے کہ شہر کو آزاد کرانے والے اس وقت سے گاڑیاں چوری کررہے تھے اور سرکاری عمارتیں چھان رہے تھے۔ عراقی وزیراعظم حیدرالعبادی نے لوٹ مار کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیا تھا۔اب دیکھنا ہے کہ عراق کے دوسرے بڑے شہر موصل کو عراقی فوج کس طرح اور کتنی مدت میں داعش سے آزاد کراپاتی ہے جبکہ اسے امریکی اتحادیوں کا تعاون حاصل ہے جو بڑے پیمانے پر فضائی کارروائیاں انجام دے رہے ہیں۔ مشرقِ وسطی میں موجودہ حالات، مستقبل کے لئے خطرہ ہے ،سعودی حکمراں شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی قیادت میں عالم اسلام اور ایران کے درمیان بات چیت کا عمل شروع ہوتا ہے اور ان تمام ممالک کے درمیان شدت پسندی کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا جاتا ہے تو مستقبل کے خطرہ کو ٹالا جاسکتا ہے ورنہ شام، عراق، یمن کے حالات عالمِ اسلام ہی نہیں دنیا کی معیشت پر بُرے اثرات مرتب کرسکتے ہیں۔